سلسلہ مطبوعات شرف الملک اکیڈیمی مدراس

نمبر ۳

حضرت مخدوم عبدالحق ساوائی القادریؒ

عرف

دستگیر صاحبؒ

کے

مختصر حالات

مرتبہ

از عبید اللہ ایم۔ اے

نبیرہ حضرت مولانا شمس العلما قاضی مفتی مولوی عبید اللہ صاحبؒ

باغ دیوان صاحب، رائے پیٹ مدراس ۱۴

رجب ۱۴۰۴ھ م ۱۹۸۴ء

دستگیر صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و الہٖ و صحبہٖ اجمعین

حضرت محمد مخدوم عبدالحق ساوی

عرف

دستگیر صاحب گیان بھنڈاری

اولیاء اللہ کا مقصد زندگی اور نصب العین رشد و ہدایت ہے اور اپنی زندگی کے پاکیزہ نمونے سے وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ غلط راستے پر چلنے والوں کو سیدھا راستہ دکھائیں اور دینی اور دنیوی زندگی کو سنواریں ان بزرگوں کی پاک و صاف سادہ پر مشقت زندگی میں ایسی کشش ہوتی ہے عام و خاص بلا لحاظ مذہب و ملت ان کے کمال کا اعتراف کرتے ہوئے ان سے فیض حاصل کرتے ہیں۔ ان نفوس قدسیہ کا فیض ان کی موت کے بعد جاری رہتا ہے۔ اور عوام، معتقدین ایسے بزرگوں کے مدفن پہ حاضر ہوکر ذہنی سکون حاصل کرنے میں مسرت محسوس کرتے ہیں۔

ان اللہ والوں کے مدفن، آستانے اور خانقاہیں ہندوستان
کے چپے چپے پر پھیلی ہوئی ہیں۔ ان اولیاء اللہ میں وہ پاک نفوس بھی ہیں
جو اسلام کا اخوت ومساوات والا پرامن پیام ساتھ لے کر اپنے
قول وعمل سے اس کی تشہیر کرتے ہوئے دیار ہند میں پہنچے اور یہاں دلوں
کو تسخیر کرلیا۔ پھر وہ اولیاء اللہ جو دیار ہند میں پیدا ہوئے وہ بھی ہندستان
کے کونے کونے میں اپنا پیام رشد وہدایت لئے گھومتے رہے۔ اور بجا طور
پہ کہا جا سکتا ہے کہ یہی وہ نفوس قدسیہ ہیں جنھوں نے ہندوستان کے
دل کو اور ہندوستان کی روح کو جیت لیا۔

خاک صوبۂ مدراس (تامل ناڈو جو پہلے کرناٹک کہلاتا تھا) کو بھی
یہ شرف حاصل ہے کہ قدیم زمانہ سے ایسے نفوس قدسیہ کی میزبان بنی اور
پھر ان کو ایسا اپنا لیا کہ یہاں کی خاک میں ان بزرگوں کی ابدی آرام گاہیں
بھی یہیں بنیں اور مرجع عوام ہوئیں۔ آج کی دنیا میں ضرورت ہے کہ ان
بزرگوں کے نام، کام اور پیام کو عام کیا جائے۔ ماہ رجب المرجب
کے مناسبت سے کہ اس کی ۲ر تاریخ کو حضرت محمد مخدوم عبدالحق ساوی ؒ
کی تاریخ وصال ہے مناسب معلوم ہوا کہ اس سلسلہ کا آغاز کیا جائے۔ حضرت
دستگیر صاحبؒ وہ بلند تر اور عظیم شخصیت ہیں جن کا تحسین کے ساتھ تذکرہ حضرت
سید ابوالحسن قربیؒ ویلوری (حضرت مکان) اور مولانا باقر آگاہ نے
بھی کیا ہے۔ حضرت قربیؒ نے تو آپ کو مجدد وقت تسلیم کیا ہے اور
آپ کے اقوال و احوال کو تحریر بھی کیا ہے۔ حضرت دستگیر صاحبؒ کے حالات
کے سلسلے میں اہم ماخذ ہے۔

حضرت کا نام محمد مخدوم لقب عبدالحق عرف دستگیر صاحب ہمارے دل
میں گیان بھنڈاری کے نام سے موسوم و معروف تھے۔ حضرت دستگیر صاحب رحمۃ
کے صاحبزادے حاجی شاہ محمود ساوی القادری نے اپنے صاحبزادے
شاہ حسین ساوی کے لئے اپنی زندگی کے مختلف تجربات مختلف رسائل میں ایک
ایک بیاض کی شکل میں سنہ ۱۱۹۹ھ میں مرتب فرمائے ہیں۔ ان ہی میں
جیسے ایک رسالہ "دعاء الانبیاء حصول جمیع المدعا" میں اپنے نسب کی
جانب یوں اشارہ کیا ہے۔

"اما بعد میگوید فقیر الی اللہ شاہ محمود ساوی ابن
محمد مخدوم ساوی القادری و ہو عن اولاد یوسف
عادل شاہ ساوای البیجاپوری ابن سلطان مراد
و ہو عن اولاد سلطان عثمان الترکمان جد السلاطین
الروم"

اور اس تحریر سے یہ واضح ہوتا ہے کہ دستگیر صاحبؒ کا تعلق
سلاطین روم سے تھا۔

حضرت مخدومؒ کے والد کا نام عبدالنبی آغا اور ان کا شجرہ نسب
یوسف عادل شاہ (بیجاپور) سے جا ملتا ہے۔ آپ کی پیدائش شاہان
بیجاپور کے دور میں شاہی خاندان میں ہوئی اور بیجاپور میں ہوئی۔ آپ سات
سال کے تھے آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور جب جوانی کی عمر آئی تو والد
ماجد کا سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔ حضرت دستگیر صاحبؒ نے اپنے آباو اجداد
کی ایک طاقتور اور عالمگیری فوجوں کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوتے دیکھا

طاقتور سلطنت بیجاپور عالمگیری

لیکن اس موقعہ پر آپ کے قدم ڈگمگائے نہیں۔ دنیا کے مقابل آپ نے دین کو پسند کیا۔ درویشی اختیار کی۔ آپ کو خدا طلبی کا ذوق پیدا ہوا دن رات اسی دھن میں لگے رہتے تھے۔ اس زمانہ میں آپ کو عالم رویا میں حضرت سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی زیارت نصیب ہوئی اور عالم رویا میں ہی حضرت خواجہ بندہ نوازؒ نے آپکو ایک تلوار اور ایک کٹار عنایت کی جب آپ بیدار ہوئے تو ایک جذبہ آپ پر طاری تھا اور اسی عالم میں آپ گھر سے نکل پڑے اور اپنی ہمشیرہ عزیزہ سے ملاقات کے لئے بتمھ نگر (پالگھاٹ) کیلئے روانہ ہوئے اور جوں جوں بتمھ نگر کی طرف بڑھتے گئے آپ کا جذبہ کم ہوتا گیا۔ اپنی ہمشیرہ عزیزہ کے مکان پر پہنچے تو وہاں مشہور بزرگ حضرت شاہ ناصر الدین ابن جلال الدین تاملؒ سے ملاقات ہوئی۔ ان کو دیکھ کر دستگیر صاحبؒ کا جذبہ ٹھنڈا ہو گیا۔ دوران گفتگو آپ نے شاہ ناصر الدینؒ سے دریافت کیا کہ "کیا دنیا میں خدا کا دیدار ممکن ہے"۔ جواب اثبات میں ملا کہ "ہاں اہل دل خدا کا دیدار دنیا میں کر سکتے ہیں"۔ اس جواب سے حضرت دستگیر صاحبؒ بے حد خوش ہوئے اور حضرت شاہ ناصر الدین کے ہاتھ پر بیعت کی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ روانہ ہوئے، حج بیت اللہ کے بعد تین سال تک مدینہ منورہ میں رہے۔ وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اشارہ ملا کہ اہل ہند کی ہدایت کے لئے واپس ہندوستان جائیں۔ آپ ہندوستان واپس چلے آئے۔

واپسی کے بعد زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں گزرا۔

جنوبی ہند کے علاوہ آپ نے اپنے مسلک کی تبلیغ و رشد و ہدایت کے لئے شمالی ہند کا بھی سفر کیا۔ ہندوستان سے باہر جاوا اور سماٹرا بھی اس غرض سے تشریف لے گئے۔

سلسلہ خلافت چشتیہ و قادریہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت دستگیر صاحبؒ کے پیر شاہ ناصر الدینؒ ہیں۔ ان کو خلافت شاہ دریا محمدؒ سے ملی تھی۔ ان کے پیر حاجی شاہ اسحٰقؒ ان کے پیر رن سنگار خانؒ۔ ان کے پیر شاہ برہان الدین جانمؒ۔ ان کے پیر میران جی شمس العشاقؒ۔ ان کے پیر شاہ کمال الدین بیابانیؒ اور ان کے پیر شاہ جمال الدین عبداللہ مغربیؒ ان کو خلافت شاہ سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز نے دی تھی۔

سلسلہ قادریہ میں حضرت دستگیر صاحبؒ نے خلافت اپنے پیر و مرشد شاہ ناصر الدینؒ سے حاصل کیا تھا۔ شیخ حاجی اسحٰق قدس سرہٗ تک تو سلسلہ وہی ہے اور یہاں سے شیخ حاجی اسحٰق کو خلافت سید احمد قدس سرہٗ سے ملی۔ آپ کو سید ابو محمد نصر محی الدین قدس سرہٗ آپ کو سید ابو صالح نصر قدس سرہٗ سے اور آپ کو سید عبدالرزاق القادری قدس سرہٗ سے، آپ کو خلافت خود حضرت سید محی الدین عبدالقادر جیلانی القادریؓ نے عطا فرمائی تھی۔

حضرت دستگیر صاحبؒ اپنے مرشد ناصر الدین قدس سرہٗ کے انتقال کے بعد کرناٹک آگئے تھے۔ نوابان کرناٹک کی عقیدت مندی کی وجہ سے آپ معہ اپنے خاندان کے کرناٹک میں قیام کو پسند فرمایا

اور شہر مدراس کے محلہ میلا پور میں سکونت اختیار کی۔

حضرت دستگیر صاحبؒ نہایت خلیق، حلیم الطبع، متواضع، شفیق اور صاف گو ولی تھے۔ انتہا درجہ کی کسر نفسی، وضعداری اور خدا ترسی آپ میں موجود تھی۔ غیر مسلم اقوام بھی آپ کی بڑی عزت کرتے تھے اور عقیدت رکھتے تھے۔

اولیاء اللہ ہمیشہ اپنے لئے فقر و فاقہ اور تنگی کو ہی پسند کرتے رہے ہیں۔ حضرت دستگیر صاحبؒ نے بھی اپنے لئے یہی چیز پسند فرمائی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ آپ اور آپ کے پیر و مرشد نے بڑے سخت دن گذارے ہیں چھ ماہ تک تو یہ حالت تھی کہ چار چار دن کا فاقہ بھی ہوا کرتا تھا۔ پیر میں جوتا نہیں جسم پر صرف ایک بوسیدہ کفنی۔ مگر جیسا کہ اولیاء اللہ کی عادت ہی صبر و شکر کی ہوتی ہے۔ حضرت دستگیر صاحبؒ کے صبر و استقلال کا یہ عالم تھا کہ کبھی پیشانی پر بل نہیں آئے۔ آپ کے رفیق مولانا شاہ میرؒ مرفہ الحال تھے اور ان کے ہاں روزانہ آمد و رفت رہتی تھی۔ مگر اپنی حالت کبھی ان پر ظاہر نہیں کی۔ اور فرمایا کرتے کہ یہ پیر و مرشد کا تصرف ہے کہ حضرت شاہ میرؒ کو ہم دونوں کی خستہ حالی کا علم کشف سے بھی نہیں ہو سکا۔ آپ کی زندگی متوکلانہ بسر ہوتی تھی۔ ملفوظات میں ایک جگہ ارشاد ہوا ہم عرصہ دراز سے کثیر متعلقین کے ساتھ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ بغیر سوال کے وہ ہمارے سب کام پورے کر دیتا ہے۔ آپ نے اپنے مریدوں اور معتقدین کو بھی یہی تعلیم دی ہے کہ تم متوکل رہو کسب معیشت اور اکل حلال حاصل کرو۔ جھوٹ اور ناراستی کو چھوڑ دو۔

فقیری کی اصل بنیاد یہی ہے۔"

حضرت دستگیر صاحبؒ قال مع حال یعنی صحیح تعلیم تصوف کے حامی تھے آپ کے مسلک میں طریقت اور شریعت دونوں الگ نہیں تھے۔ طریقت کو آپ نے شریعت سے الگ نہیں مانا۔ آپ کا مسلک شریعت اور طریقت کا جامع تھا۔ اور آپ نے اپنے معتقدین کو یہی تعلیم دی۔

حضرت دستگیر صاحبؒ کا شمار مشاہیر اولیا میں ہوتا ہے۔ آپ کے ذریعہ سے بے شمار بندگان خدا نے راہ ہدایت اختیار کی۔ حضرت دستگیر صاحبؒ کی متعدد تصانیف فارسی میں ہیں، مدرسہ محمدی سے ملحق امانتی کتب خانہ خاندان شرف الملک، باغ دیوان مرحوم میں آپ کی مندرجہ ذیل مخطوطات اچھی اور محفوظ حالت میں موجود ہیں صاحب ذوق حضرات کسی وقت بھی ان سے استفادہ فرمانے کے لئے تشریف لا سکتے ہیں۔ آپنے ان تصانیف میں اچھی اور عام فہم زبان میں زندگی کے بہتر اصول سمجھائے ہیں۔

قیاس ہے کہ دکنی اردو میں بھی آپنے اپنے پیام کی نشر و اشاعت کی ہے۔

(۱) رسالہ میزان المعانی نمبر ۶۲۹ - (۲) رسالہ غایت التمثیل ع ۶۳۰

(۳) رسالہ بیان واقعی ع ۶۳۱ (۴) دلیل محکم ع ۵۶۸۲

(۵) رسالہ طریقۃ القویم فی طلب صراط المستقیم ع ۵۶۴۶

(۶) رسالہ اصطلاحات صوفیہ ع ۵۶۴۷ (۷) رسالہ جوامع الاسرار ع ۵۶۴۴

(۸) رسالہ صحبت ع ۵۷۳۸ (الف) (۹) کشف الایمان ع ۵۷۳۸

(۱۰) رسالہ فیض ع ۳۱۶ (۱۱) رسالہ ولایت ع ۳۲۰

(۱۲) رسالہ مفاتیح الغیب ع ۳۱۸ (۱۳) رسالہ حیات السالکین ع ۵۶۷۰

(۱۴) رسالہ مفتاح التفاسیر ۳۱۹ (۱۵) زاد الطالبین ۵۶۴۲

(۱۶) رسالہ حیات جان ۵۷۳۹ ۲۸ صفحے کا یہ رسالہ ہے۔ تعارف و
و تمہید کے طور پر بیان کئے ہیں کہ "برائے تنبیہ و ترغیب خود و سایر عارفان
ہم مشرب و سالکان ہم جنس املا سینمایر"

(۱۷) غنیمت الوقت ۵۶۵۰

۱۴ صفحے کا رسالہ ہے۔ سوال و جواب بطریق اہل طریقت اس
رسالہ کا موضوع ہے۔ یہ رسالہ بھی آپ کے سوانح کے ماخذ کے طور پر
کافی اہمیت رکھتا ہے۔

(۱۸) رسالہ قبض بسیط : ۶۳۱، ۵۶۵۴

۲۲ صفحے کا رسالہ ہے ۱۱۳۵ھ میں لکھا گیا۔ موضوع "در تحقیقات
روح و جسم و نسبتی کہ ثابت درمیان ہر دو غیر ذالک"

ایک اور مجلد میں جس کو مجموعہ رسائل مخدوم صاحب در علم
سلوک و تصوف" کا نام دیا گیا ہے۔ دکنی اردو میں لکھے گئے اس مجموعہ
میں دو رسائل بھی شامل ہیں۔ "رسالہ تنزلات اور رسالہ در تنزلات"
یہ تحقیق طلب ہے کہ کیا یہ بھی حضرت دستگیر صاحبؒ کے ہی لکھے ہوئے
ہیں آپ کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی تھی۔ آپ کی چند غزلیات
دکنی اردو میں بھی دستیاب ہوئی ہیں۔ رسالہ "جوامع الاسرار" کے اخیر
میں چھ غزلیں شامل ہیں۔ رنگ تغزل متصوفانہ ہے اور مجازی
رنگ میں عشق حقیقی کا بیان ہے۔

حضرت دستگیر صاحبؒ نے تین عقد کئے۔ پہلا عقد اپنے پیر و مرشد

حضرت ناصر الدین شاہ قادریؒ کی صاحبزادی سے کیا۔ ان کے انتقال کے بعد دوسرا عقد دوسرے پیر کامل حضرت خواجہ رحمت اللہ نائب رسول اللہ کی دختر سے کیا۔ ان کے انتقال کے بعد تیسرا نکاح حاجی رحمت النساء بیگم سے کیا۔ آپ کی اولاد میں سات صاحبزادیاں اور تیرہ صاحبزادے تھے۔ آپ کی اولاد نے بھی آپ کے مذہبی مشن کو جاری رکھا۔

حضرت دستگیر صاحبؒ کے سنہ وصال میں اختلاف ہے۔ بعض افراد نے ۱۱۶۳ھ لکھا ہے اور بعض نے ۱۱۶۵ھ روایات یہ ہیں کہ آپ کا وصال حیدر آباد میں ہوا۔ وہاں آپ کی نعش کو ایک صندوق میں امانتاً زمین کو سونپی گئی تھی۔ اور پھر اہل کرناٹک اور نواب محمد علی والاجاہ اول کی خواہش سے مدراس لائی گئی۔ اور میلاپور کے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ مدفن پر والاجاہ نے خوبصورت مقبرہ تعمیر کروایا۔ حضرت دستگیر صاحبؒ کے صاحبزادے حضرت محمود السادی نے تاریخ لکھی ہے جو ان کے متذکرہ بیاض میں بھی درج ہے۔

ساخت این گنبد فلک اشباہ
حاتم ہند امیر والا جاہ
شاہ محمد یا نیش کردہ یار
ابن مخدوم صاحب درگاہ،
ہاتف غیب گفت تاریخش،

قبہ عرش منزلت ناکاہ
سال فوتش بہ یاد محمود است
توز رضوان حق حیا بش خواہ
شاہ مخدوم دستگیر زماں ۱۱۶۵ھ
قطب عالی مقام. نزد آلہ

رضوان حق کے اعداد سے ۱۱۶۵ھ تاریخ وصال نکلتی ہے

یہ بھی روایت ہے کہ نواب محمد علی والاجاہ اول کو بھی انتقال کے بعد حضرت دستگیر صاحبؒ کے مقبرہ میں امانتاً سونپا گیا تھا لیکن حضرت دستگیر صاحبؒ نے کسی سے عالم رویا میں کہا کہ فقیروں میں بادشاہوں کا کیا کام۔ اس لئے نواب محمد علی والاجاہ اول کی نعش کو تدفین کے لئے ترچناپلی لے جایا گیا۔ اس سفر میں جہاں جہاں قیام کیا جاتا تھا والاجاہی خاندان کی جانب سے اس مقام پر مسجد تعمیر کی جاتی تھی اور یہ مساجدات بھی ناملناڈ میں والاجاہی خاندان کے دور حکومت کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ طبل عام بادشاہ کی درگاہ کے احاطہ میں نواب والاجاہ کو دفن کیا گیا۔

حضرت دستگیر صاحبؒ کے مشہور خلفاء ہیں (۱) مولانا فخرالدین نائطی (۲) شاہ ابوالحسن قربی ویلوریؒ (۳) شاہ اسد اللہ ابن فتح محمد برہانپوری (۴) حاجی محمد شاہؒ (۵) شاہ محمد سادیؒ

(۶) شاہ ناصر ثانیؒ (۷) شاہ احمد سادیؒ (۸) شاہ عبد الغنی عرف اسد اللہؒ تھے۔ حضرت شاہ ابو الحسن قربیؒ کو آپ سے جو تعلق خاطر تھا اس کا اظہار مندرجہ ذیل شعر سے ہوسکتا ہے

قربی ہو قرباں شد، از کفر مسلماں شد

ہم جسم شد و جاں شد، مخدوم نہ تو مستم

حضرت دستگیر صاحبؒ کے بے شمار کرامات زبان زد خاص و عام ہیں آپ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے تصوف اسلامی کی صحیح ترجمانی کی ہے۔ اور اپنا درست نظریہ وحدت الوجود اسلامی پیش کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آدم کی تخلیق مراتب علمی کے لئے ہوئی ہے۔ مراتب وجودی یعنی کشف و کرامات ریاضت سے ہر شخص کو حاصل ہوسکتے ہیں۔

فارسی اور دکھنی اردو میں آپ کی غزلیات کتب خانہ خاندان شرف الملک میں محفوظ ہیں۔ دکھنی اردو کے محققین کی دلچسپی کے لئے ایک غزل ذیل میں درج ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت دستگیر صاحب کا تخلص فدائی تھا۔ کیوں کہ ہر غزل کے مقطع میں لفظ فدائی استعمال کیئے ہیں۔

غزل حضرت عبدالحق گیان بھنڈاری مدظلہ العالی
در بیان وحدۃ فرمودہ اند

(زندگی میں نقل ہوئی لہٰذا مدظلہ العالی کا لفظ غزل میں استعمال کیا گیا)

پی کر شراب کہنہ خوش خواب رات دیکھا

(لاکھوں سے) ساجن قدیم اپنا ہے اپنے سات دیکھا

لاکھاں نمو مظہران کرد کھلا ظہور اپنا

عالم کا کر یہا ناکر تا سو بات دیکھا

ظاہر ہوا ہے مجھ کون دو جگ کے ناپنے میں

ناکس کون (کو) در معانی ذات و صفات دیکھا

نہن کس وجود بس ہے ہستی دیکھا کے اپنے

ہے فیض سب اسی کا کثرت میں ذات دیکھا

سجرت دیکھا کیے خوباں نین ہے جا ہمن سون

اول سون تا ابد تک ہے ملکیے سات، دیکھا

پی جام الیس خویشے سون پایا ہے خواب جینے

دو جگ میں سروری کا نہیں تا نجات دیکھا

ہر گز نہین ہے واصل آپس کے ہی سون

ملنا سجن کہ میر البعد از وفات دیکھا

چندین ہزار عالم محروم ہو چلے ہیں

نحتاں کی تخ فدائی از یلے برات دیکھا

ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کی کتابیں

نمبر	کتاب	زبان	قیمت
۱	تعارف اسلام	انگریزی	۳۰ روپے
		ٹمل	۱۶ روپے
۲	روزہ کیوں	اردو	۱ روپیہ
		ٹمل و انگریزی	۲ روپے
۳	عہد نبوی کا نظام تعلیم	اردو	۲ روپے
		ٹمل	۳ روپے
۴	اسلام اور کمیونزم	انگریزی	۲ روپے
		ٹمل	زیر طبع
۵	دنیا کا پہلا دستور	انگریزی	۶ روپے
۶	رسول اللہ	انگریزی	۱۵ روپے
۷	عہد نبوی کے میدان جنگ	انگریزی	۳۰ روپے
۸	خطبات بہاولپور	اردو	۶۰ روپئے
۹	اسلام اور عیسائیت	انگریزی	۲ روپے
۱۰	چارٹ تدوین حدیث	اردو	۷۵ پیسے
۱۱	چارٹ دنیا کا پہلا دستور	عربی	۷۵ پیسے
۱۲	چارٹ مشاہیر فقہ	زیر طبع	

ملنے کے پتے

۱۔ مدرسہ محمدی

باغ دیوان صاحب، ۳۲۳۔ مونبرس روڈ، مدراس ۱۴

۲۔ شرف الملک اکیڈمی

۴۴۔ پد وییٹ گارڈن اسٹریٹ، مدراس ۱۴

۳۔ حبیب اینڈ کو

۶/۰-۴-۵، نامپلی اسٹیشن، حیدرآباد ۱

شاکر پریس مدراس ۵